جناب حضرت مولانا مفتی عبدالشکور صاحب
استاذالحدیث جامعہ دارالسنۃ ٹہیلہ چاٹگام بنگلہ دیش وناظم اعلیٰ جمعیۃ خالد بن ولیدؓ الخیریہ ارکان برما

روہنگیا کے پناہ گزینوں کا حال زار

یہ بدقسمت روہنگیا پناہ گزین دو ٹولیوں پر بٹا ہوا ہے۔ ایک ٹولی کو بین الاقوامی یو۔ ایس۔ ایچ۔ سی۔ آر۔ کے رجسٹریشن کی حیثیت حاصل ہے۔ انکے کچھ احوال یہ ہیں۔

سکونت : جس طرح کی جھونپڑیوں میں انہیں بسایا گیا ہے۔ انسان تو کجا انسانوں کے پالتو جانوروں کو بھی ایسی جھونپڑیوں میں نہیں رکھا جاتا۔ گرمیوں کے موسم میں آتشکدہ کی طرح گرم ہوتی ہیں۔ گرمی کیوجہ سے عام پناہ گزینوں کے تمام بدن کھر درائینی کا شکار ہو چکے ہیں۔ پھوڑے پھنسی سے تمام پناہگزین پریشان ہیں۔ برائے نام علاج سے ان کا دفعیہ نہیں ہو جاتا۔

خوراک : انہیں اب یو۔ این۔ ایچ۔ سی۔ آر۔ اور بنگلہ سرکار کے کارکنان کی ملی بھگت سے اتنی کم خوراک دیجاتی ہے کہ کس طرح قدر کفاف نہیں ہوتا۔ جن گھرانوں میں چھوٹے بچے کم ہیں۔ سب یا زیادہ بڑے آدمی ہیں انہیں ہفتہ کیلئے دی ہوئی راشن ناکافی ہو کر اور کہیں سے بقدر ضرورت خوراک بطور خود خرید کر مہیا کرنا پڑتا ہے۔ جہاں نہ کمائی نہ روزگار بعض غریب گھرانوں کو ہفتہ میں کچھ دن فاقہ بھی کرنا پڑتا ہے۔

علاج معالجہ : چونکہ خوراک غیر مناسب دیجاتی ہے اور ہجوم سے بعض اوقات غیر قابل تحمل تعفن بھی پھیل جاتا ہے جن سے مختلف قسم کے امراض خصوصی طور پر ملریا، ڈاریا وغیرہ کے علاوہ امراض شکم و جلدی بیماریاں بہت جلد پھیل جاتی ہیں ان کے علاج کیلئے باقاعدہ اور مکمل کوئی انتظام نہیں جو کچھ برائے نام علاج کا انتظام ہے اس سے کفایت نہیں ہوتا۔ لہذا پناہ گزینوں میں اموات کثرت سے واقع ہوتی ہیں اور زندہ لوگ بھی نیم جان وادھ موا ہو کر رہ گئے ہیں۔

تعلیم وتربیت : پناہ گزینوں کے نوعمر بچوں کی تعلیم وتربیت کا کوئی انتظام سرکاری یا غیر سرکاری طور پر نہیں ہے۔ یہ سخت جان روہنگیا قوم بطور خود کچھ کچھ اپنی خوراک وغیرہ سے بچاکر اِکاڈُکا دینی ودنیوی تعلیم کے کچھ ابتدائی مکاتب کھولے ہیں۔ اس پر یو۔ ایس۔ ایچ۔ سی۔ آر۔ یا بنگلہ سرکار کی حوصلہ افزائی وامداد وتعاون تو دور کی بات ہے کبھی کبھی اس پر بھی غضب ڈھادیتی ہے۔ کوئی تنظیم وغیرہ اگر ایسے مکاتب کی امداد کرنا چاہتی ہے اس پر بھی بعض اوقات داروگیر ہوتی ہے اور ظاہری طور سے امداد نہیں کرنے دی جاتی۔ اس لئے پناہ گزینوں کے معلمین حضرات مایوسی سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر موجودہ پناہ گزینوں کے کیمپوں میں اس طرح خفیہ طور پر ہماری جمعیۃ خالد بن ولید الخیریہ کی طرف سے بھی بہت سے اسلامی تعلیم کے مکاتب وابتدائی مدارس میں کبھی نقود کی صورت میں کبھی کتب وقرآن مجید کی تقسیم کی صورت میں امکانی امداد واعانت سے انکی حوصلہ افزائی کیجاتی ہے مگر ہمیں اقرار ہے کہ انکی ضروریات کی تکمیل نہیں ہوپاتی۔ اوران کی سینکڑوں درخواستیں اب بھی جمعیۃ میں اٹی ہوئی ہیں مگر مالی کمزوری کیوجہ سے جمعیۃ انہیں پورے طور سے مطمئن نہیں کرپاتی۔ مسبب الاسباب جمعیۃ کومالی وسعت عطافرمائے۔

لباس پوشاک : یہ ایک تعجب خیز ومضحکہ خیزبات ہے کہ ان مظلوم نہتے پناہ گزینوں کو نہ سرکار کی طرف سے کبھی لباس وپوشاک کے کپڑے ملتے ہیں اورنہ یو۔ ایس۔ ایچ۔ آر۔ کبھی پوشاک کا انتظام کرتی ہے۔ اگر کوئی تنظیم یا کوئی مخیّر ہمدرد معطی کچھ دیتا ہے تو وہ بھی چوری چھپے دینا ہوتا ہے۔ یا سرکاری تحویل میں حوالہ کرکے دینا پڑتا ہے۔ پہلی صورت میں سرکاری دباؤ سے نہیں دیا جاسکتا۔ اور دوسری صورت میں سب سرکاری عملہ کے نذر ہوجاتی ہے۔ برائے نام کچھ دوچار آدمیوں کو دیکر بس کیا جاتا ہے۔ خدا معلوم یہ عادت کیوں ہے؟ بعض نادار مرد عورتیں ایسی بھی دیکھی گئی ہیں کہ الامان۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ پھر ایسی حالات نہ دکھائے۔ اس میں پوشاک رسانی کی بہت ضرورت ہے۔ بعض اوقات کچھ کپڑے جمعیۃ کو مل جاتے ہیں تو متذکرہ بالا طریقہ پر یہ کپڑے ان میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ مشکلات حل فرمادے۔ (آمین)

غیر رسمی روہنگیا پناہ گزین

ملک برما میں مسلم کش پالیسیوں کے تحت جلاوطنی ہر وقت جاری رہتی ہے۔ قانونی حیثیت سے ایک علاقے کے باشندے دوسرے علاقوں میں حسب دلخواہ بود و باش کرنے کے قانونی مجاز نہیں ہوتے۔ اس لئے جلاوطنی پر انہیں برما کو ہی الوداع کرنا ہوتا ہے۔ اولاً تو یہاں بنگلہ دیش میں داخلہ ہی ممنوع ہے اگر سرکاری عملہ کے ہاتھوں لگ گئے تو تمام اموال چھین کر پھر برمی ظالم حکام کے سپرد کر دیتے ہیں جو انہیں جیلوں میں ٹھونس کر مروا دیتے ہیں۔ اور بچ بچا کر اگر بنگلہ دیش کے داخلہ میں کامیاب ہو گئے تو بنگلہ دیشی سرکار انہیں پناہ گزین رجسٹریشن نہیں دیتے' اسی لئے انہیں پہاڑیوں میں' جنگلوں میں یا بطور خود کسی جنگلی بستیوں میں پناہ گزین ہونا پڑتا ہے۔ انہیں نہ گھر میسر نہ خوراک و پوشاک کا انتظام اور نہ علاج و معالجہ کا بندوبست۔ یوں ہی زمین پر کہیں جنگلی بانسوں کے چھپر ڈال کر یا کہیں پلاسٹک سے جھونپڑی بنا کر کسی بنگلہ دیشی کے رحم و کرم پر ایسے گھروں میں پناہ گزین ہوتے ہیں۔ ایسے پناہ گزین بھی کئی لاکھ سے کم نہیں ہیں۔

برما کی فوجی حکومت کا ایک اور مسلم کش کارنامہ : ہزارہا گھرانوں کو اپنے گھروں اور بستیوں سے بے دخل کر کے جلاوطنی پر مجبور کر دیا گیا۔ علاقہ بوتھیدنگ کے مشہور روہنگیا بستی تھامنگچونگ کو روہنگیا باشندوں سے خالی کرا لیا گیا۔

یوں تو نصف صدی سے اراکان و برما کے مسلمانوں پر جو مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ وہ ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اب چند سالوں سے شمالی مغربی ارکان کے روہنگیا علاقوں میں مسلم مٹاؤ پالیسی پر جس طرح عمل ہو رہا ہے وہ ایک دم نرالا ہے۔ آبادکاری کے نام پر کہیں زمینیں چھین لیجاتی ہے اور ان زمینوں پر غیر روہنگیا غیر مسلم بستیاں بسا دیجاتی ہیں اور باقی زرعی زمینیں ان پر تقسیم کر دیجاتی ہے اور متاثرہ روہنگیا قوم کو متبادل کوئی انتظام نہیں کر دیتے اور کہیں فوجی کیمپ بنانے کے بہانے سے بستیاں اوجھاڑ دیجاتی ہیں۔ چنانچہ اس سے پہلے بوتھیدنگ شہر کے قریبی نواحی علاقے لاوادنگ اور جنوبی تھامنگچونگ وغیرہ کو فوجی کنٹونمنٹ بنانے کے بہانے چھین لیے گئے اور وہاں کے روہنگیاں باشندوں کو جلاوطنی پر مجبور کر دیا گیا انہی سے پناہگزینی قانون کی ابتداء ہوئی۔ اب باقماندہ تھامنگچونگ بستی تقریباً پانچ سو گھرانوں سے بستی خالی کرالی گئی۔ انہیں گھر بنانے کیلئے زمین نہیں دی گئی اور یہ کھلے آسمان کے نیچے پہاڑوں کے دامنوں میں بسے ہوئے ہیں اور کچھ دیگر علاقوں میں جلاوطن ہو کر چلے گئے ہیں۔